Dr. Zakir Husain Library
Jamia Nagar
4 FEB 1986
J. M. I. New Delhi

سعودی عرب میں رویت ہلال کی کیفیت

(ضیاء الدین لاہوری)

برصغیر کے مسلمان ایک عرصے سے یہ مشاہدہ کرتے چلے آرہے ہیں کہ رمضان اور عیدین کے معاملے میں ہمارا سعودی عرب اور اس کی تقلید کرنے والے عرب ممالک سے ایک یا دو روز کا اختلاف ہمیشہ ہوتا ہے اور ایسا موقع کبھی نہیں آیا کہ ہماری اور اُن کی قمری تاریخوں میں یکسانیت رہی ہو۔ جہاں تک شرعی تقاضوں کا تعلق ہے یہ امر بالکل واضح ہے کہ جہاں چاند نظر آجائے وہاں اس شہادت کی روشنی میں اس مہینے کی نسبت مذہبی فرائض و واجبات ادا کیے جائیں گے مگر فلکیاتی معلومات رکھنے والا ایک انسان بھی حیران ہوتا ہے کہ اختلافِ مطالع کے سبب رویت ہلال میں ایک روز کا اختلاف تو ممکن ہے مگر پاکستان میں ہر مہینے سرکاری طور پر چاند دیکھے جانے کی مکمل کوششوں کے باوجود ہماری تاریخیں سعودی عرب سے اکثر دو دو روز پیچھے کیوں رہتی ہیں؟ سعودی عرب میں ایک شام نظر آجانے والا چاند کہاں غائب ہو جاتا ہے جو ہمارے ہاں صاف و شفاف مطلع میں لاکھوں متلاشی آنکھوں کو دوسری شام کو بھی نظر نہیں آتا؟ ان سوالات پر غور کرنے سے قبل فلکیاتی کیفیات سے متعلق ماہرینِ فلکیات کی عام فہم آراء کا ایک عمومی سا تذکرہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

شمسی تقویم میں ایک سال کے بارہ مہینوں کے ایام کی شمسی کیفیت دیگر تمام سالوں کے بالترتیب ان مہینوں کی اپنی تاریخوں کی شمسی کیفیت کے مطابق ہوتی ہے یعنی زمین کی گردش کے باعث سورج کی محسوس کی جانے والی رفتار اور اس کا زمین سے فاصلہ اور درجہ ان تاریخوں میں ایک جیسے ہوتے ہیں۔ موسمی کیفیات یا کوئی اور عوامل ان اوقات پر کسی طرح اثر انداز نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ نمازوں

اور سحر و افطار کے اوقات کے معاملے میں ہم ماہرینِ فلکیات کے حساب کردہ اوقات پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس چاند کی رفتار اس کا زمین سے کسی حصّہ سے فاصلہ اور اس کی گردش کے راستے کسی بھی ماہ کسی دوسرے مہینے سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کے علاوہ چاند کبھی تو ۹ ہوں اور ۲۳ چھ گھنٹہ میں اپنی ماہانہ گردش مکمل کرتا ہے اور کبھی یہ گردش آہستہ آہستہ ۲۹ دن اور ۲ گھنٹوں تک جا پہنچتی ہے۔ ان وجوہ کی بنا پر قمری مہینوں میں کبھی بھی یکسانیت نہیں پائی جاتی۔ ماہرینِ فلکیات چاند کی ہر لمحے کی حرکات کی معلومات رکھتے ہیں مگر جہاں تک نئے چاند کے دکھائی دیئے جانے کا معاملہ ہے اس میں متعدد عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں دنیا کی عظیم ترین رصدگاہ گرین وچ کی سائنسی تحقیقاتی کونسل کے فلکیاتی معلوماتی قرطاس نمبر ۶ کا متعلقہ اقتباس ملاحظہ فرمائیے:

"(چاند کے دکھائی دیئے جانے میں) مقامی کیفیات، خاص کر مشاہدہ کرنے والے کی سطحِ سمندر سے بلندی اور گرد و پیش کے ماحول کی خصوصیت، بڑی اہم ہیں اور جب آسمان ابر آلود نہ ہو تو بھی فضا کے شفاف پن میں ایک دن سے دوسرے دن قابلِ ذکر تغیرات ہو سکتے ہیں۔ مشاہدہ کرنے والے کی نظر کی تیزی بھی بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ یہ بھی تسلیم کرنا چاہیئے کہ زمین پر طول بلد اور عرض بلد دونوں کے ساتھ فلکیاتی کیفیات میں قابلِ ذکر تغیرات ہوتے ہیں اور اگر موسمی کیفیات ہر جگہ اچھی ہوں تو بھی رویتِ ہلال کی تاریخیں جگہ بہ جگہ مختلف ہوں گی۔"

فلکیاتی طور پر نیا چاند کسے کہتے ہیں اور اس کا دکھائی دیئے جانے کا معیار کیا ہے، اس کے لئے پہلے چاند کے گھٹنے بڑھنے کے عمل پر غور کرنا ہوگا جیسا کہ ہم محسوس کرتے ہیں کہ نیا چاند ہمیں ہر روز بڑھتا نظر آتا ہے یہاں تک کہ ایک مرتبہ پورہ دائرے کی صورت میں مکمل ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اس کا وجود ہر روز کم ہونے لگتا ہے اور ایک وقت ایسا بھی آتا ہے جب اس کا وجود بالکل غائب ہو جاتا ہے۔ اس سے دوسرے لمحے اس کا نیا وجود شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت کو ہم اقترانِ شمس و قمر کہتے ہیں۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جب سورج اور چاند ایک سیدھ میں صفر درجہ پر ہوتے ہیں۔

ماہرینِ فلکیات بیان کرتے ہیں اصطلاحاً نئے چاند کی ابتدا کہا جاتا ہے لیکن چاند اپنے ابتدائی دور میں نہایت باریک، سورج سے بالکل قریب اور اس کی شعاعوں کی براہِ راست زد میں ہوتا ہے جہاں انسانی آنکھیں اور انتہائی طاقت ور دوربین بھی اسے دیکھنے کے قابل نہیں ہوتے بعد ازاں چاند کی عمر زیادہ ہو جاتی ہے اس کا وجود بڑھتا جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ سورج سے دور ہونے سے اس کی شعاعوں کی براہِ راست زد سے باہر نکلتا جاتا ہے بالآخر ایک وقت اس کا وجود اس قدر ہو جاتا ہے کہ سورج سے ایک خاص فاصلے پر غروبِ آفتاب کے بعد انسانی آنکھوں کو نظر آنے کے قابل ہو جاتا ہے۔

شرعی تقاضوں سے کسی صورت پہلو تہی نہیں کی جا سکتی مگر اسلام دینِ فطرت ہونے کے باعث شرعی مسائل میں سائنسی علوم سے استفادہ کرنے سے منع بھی نہیں کرتا بشرطیکہ نتائج قرآن وسنت کے بنیادی تقاضوں سے متصادم نہ ہوں۔ ایک زمانہ تھا کہ لوگ سورج اور ستاروں کی کیفیات سے نمازوں اور سحر و افطار کے اوقات معلوم کیا کرتے تھے مگر آج ہم آسمان کی جانب دیکھنے کی بجائے گھڑی کی سوئیوں پر مکمل اعتماد کرتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمارے یقین کا یہ عالم ہے کہ ان اوقات کے متعلق ماہرین کی سائنسی تحقیق کو سیکنڈوں تک درست تسلیم کرتے ہیں اور وقت سے دو تین منٹ پہلے یا بعد میں ادا کیے گئے فرائض و واجبات کو باطل تصور کرتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ہم نے اس معاملے میں ماہرینِ فلکیات اور سائنس دانوں کے بنائے ہوئے وقت کے بتانے کے آلے کو اپنا مکمل مذہبی رہنما تسلیم کر لیا ہے۔ کیا رویتِ ہلال کے بارے میں بھی ہم ان پر بھروسہ کر سکتے ہیں؟ عام خیال ہے کہ اہلِ علم فلکیاتی علوم کی روشنی میں رویتِ ہلال کے متعلق پیشگی ہی اعلان کر سکتے ہیں۔ آئیے اس سلسلے میں ہم ماہرینِ فلکیات ہی سے رجوع کریں۔ رصدگاہ گرینوچ کے مذکورہ بالا قرطاس کا متعلقہ اقتباس درج ذیل ہے:۔

" ہر ماہ نئے چاند کے پہلی مرتبہ دکھائی دی جانے والی تاریخوں کے متعلق پیشین گوئی کرنا ممکن نہیں کیونکہ ایسے کوئی قابلِ اعتماد اور مکمل طور پر مستند مشاہدات موجود نہیں ہوئے جنہیں ان شرائط کو متعین کرنے میں استعمال کیا جا سکے جو چاند کے اول بار نظر آ جانے کے لئے کافی ہوں۔ پیشین گوئی کی

سادہ ترین بنیاد یہ ہے کہ متعلقہ جگہ پر چاند غروب آفتاب کے وقت ایک خاص عمر سے (جو فلکیاتی نئے چاند کے وقت سے شمار کی جائے) زیادہ ہو ۔۔۔ عام کیفیات کے تحت چاند پہلی مرتبہ اس وقت تک دکھائی نہیں دیتا جب تک کہ اس کی عمر تیس گھنٹوں سے زائد نہ ہو جائے لیکن چند ایسی قابلِ اعتبار مثالیں بھی موجود ہیں جن میں چاند بہت اچھی کیفیات کے باعث صرف بیس گھنٹے کی عمر میں دیکھا گیا۔"

اسی حوالے کے مطابق چاند کی تیس گھنٹے عمر کا مندرجہ بالا اصول وسطی اور بالائی عرض البلاد میں قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ بیس گھنٹے کی عمر کم از کم معیار ہے اور اس سے کم عمر کا چاند نہیں دیکھا جا سکتا۔ بیس اور تیس گھنٹوں کی عمر کے درمیانی عرصہ کو چاند دیکھے جانے کی راہ میں مزاحم دوسرے عوامل کا زیر اثر ہونے کے باعث "غیر یقینی میعاد" کہا جا سکتا ہے۔ راقم نے گزشتہ گیارہ سالوں کے ہر مہینے کی پاکستان میں رویتِ ہلال کے اعداد و شمار اپنے ایک تحقیقی مضمون مطبوعہ المعارف لاہور اگست ۱۹۸۴ء میں شامل کیے ہیں جن سے واضح طور پر رصدگاہ گرینچ کے مندرجۂ بالا اصولوں کی تصدیق ہوتی ہے یعنی بیس گھنٹے سے کم عمر کا چاند عموماً دکھائی نہیں دیتا، "غیر یقینی میعاد" یعنی بیس اور تیس گھنٹوں کے درمیان عمر کا چاند کبھی نظر آجاتا ہے کبھی نہیں، اور تیس گھنٹے سے زیادہ عمر کا چاند عموماً دکھائی دے جاتا ہے (بشرطیکہ مطلع ابر آلود نہ ہو)۔

چاند دکھائی دینے کی اس فلکیاتی توضیح کے بعد ہم معلوم کرتے ہیں کہ سعودی عرب میں چاند دیکھے جانے کا معیار کیا ہے۔ اس ضمن میں جناب پروفیسر محمد حمزہ نعیم صاحب کے ذاتی مشاہدات ملاحظہ فرمایئے جو انھوں نے اپنے قیام سعودی عرب کے دوران وہاں کے رویتِ ہلال کے نظام کی بابت ماہ نامہ "روحانی دنیا" کراچی کے شمارہ جنوری ۱۹۸۱ء میں اپنے مضمون بعنوان "پاکستان، عالمِ اسلام اور اسلامی کیلنڈر" میں بیان کیے ہیں ۔۔۔

"اکتوبر ۱۹۷۸ء میں مجھے مدینہ جانے اور مسلسل ایک مہینہ وہاں حاضر رہنے

سعادت نصیب ہوئی۔ میں سعودی حکومت کے وظیفہ پر حکومت پاکستان کی
طرف سے دیگر چوبیس فاضل پروفیسروں کے ہمراہ ریاض یونیورسٹی میں ایک
علمی وتحقیقی کورس کرنے گیا تھا۔ اس طرح مجھے عملی طور پر موقع ملا کہ ہلالِ عید
دیکھوں، چنانچہ میں بذاتِ خود مدینہ منورہ کے مشہور پہاڑ "جبل احد" پر ذی القعدہ
کی آخری تاریخوں میں چلا گیا اور تین دن مسلسل چاند دیکھنے کی کوشش کرتا رہا
پہاڑ کی تھوڑی بلندی پر مشرقی جنوبی سمت میں ایک بڑی آبادی تھی، میں وہاں
ٹھہرا رہا۔ اُدھر مکہ مکرمہ میں اُنہی دنوں میرے ایک فاضل دوست، جو علم جغرافیہ
کا خاصا درک رکھتے ہیں اور پانی اور آئینے کے ذریعہ چاند/ہلال والی شب
سے دس بارہ گھنٹے قبل چاند دکھا دیتے ہیں، پروفیسر غلام نبی طارق اسی رویت
ہلال کے لئے "جبل ابی قبیس" نامی معروف پہاڑ کی چوٹی پر مسجد بلال کے پاس چاند
دیکھنے کی کوشش کرتے رہے، مگر یقین کیجئے کہ جس روز سے وہاں پہلی ذی الحجہ شمار
کی گئی اس روز تو کیا، اس سے اگلے روز بھی ہمیں چاند کہیں نظر نہیں آیا۔
ہم نے پورا مطلع چھان مارا البتہ تیسری شب چاند ذرا اُونچا تھا، زیادہ سے
زیادہ اُس دن ہم دوسری کہہ سکتے تھے اور علم ہیئۃ الافلاک کی رُو سے ۳۱ اکتوبر
۱۹۷۸ء اور یکم نومبر ۱۹۷۸ء کی درمیانی شب ایک بجے رات شمس وقمر کا اجتماع
ہو چکا تھا۔ لہٰذا اسی رات کو پہلی رات اور یکم نومبر کو ذی الحجہ کا پہلا دن ہونے
کا اعلان کیا گیا۔ اگر پاکستان کے انداز میں رویت ہلال ہوتی تو یوم عرفہ یعنی حج کا
دن ہفتہ یا جمعہ کا دن ہوتا لیکن عملاً وہاں خمیس (جمعرات) کو وقوف ہو کر جمعہ کو
عید الاضحیٰ، دس ذی الحجہ تھی۔ اسی طرح ۲۹/۳۰ دسمبر ۱۹۷۸ء کی درمیانی شب
اجتماع شمس وقمر تھا لہٰذا اسے پہلی تاریخ شمار کر لیا گیا۔ قِران سے کئی گھنٹے پہلے رات چاند
[illegible] ہے۔ اس کے بالمقابل پاکستان میں دو دن بعد رویت

کمیٹی نے چاند ہونے کا اعلان کیا جو نظری روایت کے حساب سے درست بات تھی۔"
سعودی عرب کے نظامِ رویتِ ہلال کے بارے میں مندرجہ بالا مشاہدات کسی وضاحت کے محتاج نہیں۔ لیجئے، اب ہم گزشتہ تیرہ سالوں کے ذی الحجہ کے مہینوں کے سعودی عرب اور پاکستان میں رویتِ ہلال کا موازنہ کرتے ہیں:۔

نمبر شمار	ماہ ذی الحجہ	قرانِ شمس و قمر مطابق پاکستانی معیاری وقت	پاکستان میں: تاریخ رویت ہلال	پاکستان میں: چاند کی عمر تقریباً	سعودی عرب میں: تاریخ رویت ہلال	سعودی عرب میں: چاند کی عمر تقریباً
۱	۱۳۹۲ھ	۴ جنوری ۱۹۷۳ء ۲۰--۴۲	۶ جنوری	۴۴ گھنٹے	۴ جنوری	بوقت پیدائش
۲	۱۳۹۳ھ	۲۴ دسمبر ۱۹۷۳ء ۲۱--۰۸	۲۶ دسمبر	۴۵ گھنٹے	۲۴ دسمبر	ایضاً
۳	۱۳۹۴ھ	۱۳ دسمبر ۱۹۷۴ء ۲۱-۲۵	۱۵ دسمبر	۴۳ گھنٹے	۱۳ دسمبر	ایضاً
۴	۱۳۹۵ھ	۲ دسمبر ۱۹۷۵ء ۰۵-۵۰	۴ دسمبر	۳۶ گھنٹے	۲ دسمبر	منفی ۱۰ گھنٹے
۵	۱۳۹۶ھ	۲۱ نومبر ۱۹۷۶ء ۲۰--۱۱	۲۲ نومبر	۲۱ گھنٹے	۲۱ نومبر	بوقت پیدائش
۶	۱۳۹۷ھ	۱۱ نومبر ۱۹۷۷ء ۱۲--۰۹	۱۲ نومبر	۲۹ گھنٹے	۱۱ نومبر	۵ گھنٹے
۷	۱۳۹۸ھ	یکم نومبر ۱۹۷۸ء ۰۱--۰۶	۲ نومبر	۴۰ گھنٹے	۳۱ اکتوبر	منفی ۵ گھنٹے
۸	۱۳۹۹ھ	۲۱ اکتوبر ۱۹۷۹ء ۰۷-۲۳	۲۲ اکتوبر	۲۴ گھنٹے	۲۱ اکتوبر	۱۳ گھنٹے
۹	۱۴۰۰ھ	۹ اکتوبر ۱۹۸۰ء ۰۷-۵۰	۱۰ اکتوبر	۲۴ گھنٹے	۹ اکتوبر	۱۲ گھنٹے
۱۰	۱۴۰۱ھ	۲۸ ستمبر ۱۹۸۱ء ۰۷--۰۹	۲۹ ستمبر	۳۳ گھنٹے	۲۸ ستمبر	۱۱ گھنٹے
۱۱	۱۴۰۲ھ	۱۷ ستمبر ۱۹۸۲ء ۱۷--۰۹	۱۸ ستمبر	۲۵ گھنٹے	۱۷ ستمبر	۳ گھنٹے
۱۲	۱۴۰۳ھ	۷ ستمبر ۱۹۸۳ء ۰۷-۳۵	۸ ستمبر	۳۵ گھنٹے	۷ ستمبر	۱۲ گھنٹے
۱۳	۱۴۰۴ھ	۲۷ اگست ۱۹۸۴ء ۰۰-۲۵	۲۸ اگست	۳۰ گھنٹے	۲۶ اگست	منفی ۴ گھنٹے

مندرجہ بالا جدول سے ایک واضح نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ پاکستان میں ایک بار بھی بیس گھنٹے کا کم کا چاند دکھائی نہیں دیا مگر اس کے برعکس سعودی عرب کے متعلق مندرجہ ذیل نتائج حاصل ہوتے ہیں:

۱۔ سعودی عرب میں بارہ تیرہ گھنٹے تک کی عمر کے تمام چاند دکھائی دے گئے۔

۲۔ پہلے تین نامبیں کے علاوہ پانچویں سال کے اوقات سے معلوم ہوتا ہے کہ سعودی عرب میں چاند اپنی پیدائش کے ساتھ ہی نظر آسکتا ہے۔

۳۔ چوتھے، ساتویں اور تیرھویں سال کے اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ سعودی عرب میں چاند اپنی پیدائش سے دس گھنٹے قبل تک بھی دکھائی دے سکتا ہے۔

۴۔ چونکہ پہلے تین سال انھی اوقات میں سورج گرہن تھا اور اتفاق سے یہ تینوں اوقات سعودی عرب میں شام کو پڑرہے ہیں لہذا یہ نتیجہ بھی نکلتا ہے کہ وہاں نیا چاند سورج گرہن کے دوران بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ سورج گرہن کی فلکیاتی توضیح کے مطابق اس موقع پر چاند سورج کے بالکل سامنے آجاتا ہے۔ کیا اس حالت میں چاند دکھائی دینا ممکن ہے، ماہرین اس پر بہتر روشنی ڈال سکتے ہیں تاریخ آپ کے سامنے ہیں۔ آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہماری اور سعودی عرب کی رویت میں اختلاف کی نوعیت کیا ہے۔

امسال ایک حیران کن امر عمل میں آیا۔ پاکستان اور سعودی عرب میں یکم جون ۱۹۸۵ء کو بیک وقت رمضان المبارک کی ابتدا ہوئی۔ ماہرین فلکیات حیران تھے کہ رویت ہلال کے سعودی نظام کے تحت ایسا ہونا ناممکنات میں سے ہے۔ انھوں نے خیال کیا کہ شاید وہاں بھی بصری رویت ہلال کا نظام اپنا لیا گیا ہو مگر ان کا خیال اس وقت باطل ثابت ہوا جب ۲۸ رمضان المبارک کی شام کو وہاں سے اچانک اعلان کیا گیا کہ شوال کا چاند ہو گیا ہے اور اس سے اگلے روز یعنی حسابا ۲۹ رمضان کو عید الفطر ہو گی۔ وہاں کی وزارت عدل نے اعلان کیا کہ رمضان المبارک کی ابتدا کے متعلق کوئی غلطی ہو گئی تھی لہذا عوام ایک روزہ قضا کر لیں۔ گویا سابقہ روایات کے مطابق وہاں تصحیح کردہ تاریخوں کے حساب سے رمضان کی ابتدا میں کم از کم ایک روز کا فرق قائم رہا۔ دوسری جانب ۲۹ رمضان مطابق ۲۹ جون کو پاکستان میں رویت ہلال ہو جانے کے اعلان نے ماہرین کو حیرت میں ڈال دیا کیونکہ اس شام علوم فلکیات کے مشاہدات کی روشنی میں پاکستان میں چاند نظر آنا بالکل

ممکن نہ تھا۔ سرکاری انتظامات کے تحت لاہور میں مقامی اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی کے علاوہ دیگر مقامات پر کمیٹیوں کے معزز ارکان نے محکمہ موسمیات کے جدید آلات سے بھی چاند دیکھنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے البتہ اسی لاہور کے چند علاقوں سے کچھ لوگوں نے چاند دیکھنے کی شہادت دی۔ کیا ان لوگوں نے واقعی چاند دیکھا یا انھیں کسی اور چیز پر چاند ہونے کا دھوکہ ہوا یا یہ ہمارے ہاں سعودی نظام رویت ہلال اختیار کرنے کی کوششوں کی ابتدا تھی، اس کے متعلق کچھ بیان کرنا قبل از وقت ہے۔ راقم نے اس سلسلے میں دونوں ممالک کی رویت ہلال سے متعلق ماہرین فلکیات سے رجوع کیا، جنہوں نے واضح الفاظ میں اعلان کردہ تاریخوں پر چاند ہونے کے امکان کی تردید کی۔ ان ماہرانہ آرا کی عکسی نقول شامل مضمون ہے۔ رصد گاہ گرین وچ کی مسز جی اے گبز کے مطابق :

"پچھلے ماہ ۲۹ جون کو گرین وچ وقت کے مطابق صبح ۳ بجکر ۱۸ منٹ پر نئے چاند کی ابتدا ہوئی لہذا ۲۸ جون کی شام کو دنیا کے کسی حصے میں نیا چاند دکھائی دینا ناممکن تھا۔ میں نے لاہور کے لئے آپ کے مہیا کردہ طول بلد اور عرض بلد کے مطابق حساب کیا ہے اور میری رائے میں ۲۹ جون کی شام کو پاکستان میں چاند دیکھا نہیں جا سکتا تھا"۔

اسی موضوع پر یونیورسٹی آف سائنس ملیشیا کے ڈاکٹر محمد الیاس، جنہوں نے مسئلہ رویت ہلال پر ایک عرصہ تک اعلیٰ پیمانہ پر تحقیق کی ہے، کی ماہرانہ رائے کے متعلقہ اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

"قران شمس و قمر (فلکیاتی نئے چاند کی پیدائش) ۲۹ جون ۱۹۸۴ء کو گرین وچ وقت کے مطابق صبح ۳ بج کر ۱۸ منٹ پر واقع ہوا۔ یہ سعودی عرب کے مطابق ۲۹ جون صبح ۶ بج کر ۱۸ منٹ مقامی وقت تھا اور پاکستان میں ۲۹ جون صبح ۸ بج کر ۱۸ منٹ۔ سعودی عرب میں ۲۸ جون کی شام کو نیا چاند دکھائی دیے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ نیا چاند اپنی پیدائش (اگلے روز) سے بھی پہلے کیسے نظر آسکتا ہے؟ لاہور (پاکستان) میں ۲۹ جون ۱۹۸۴ء کی شام کو رویت سے متعلق میری سائنسی فہم کے مطابق اس کا جواب نفی میں ہے۔ سادہ الفاظ میں غروب آفتاب کے وقت چاند کی عمر تقریباً

گیارہ گھنٹے تھی اور یہ دیکھے جانے کے لحاظ سے بہت ہی چھوٹا تھا۔ منطقہ حارہ کے
عرض البلاد پر چاند دکھائی دینے کے لئے اس کی کم از کم اوسط عمر ۲۲ (±۲) گھنٹے
درکار ہے ...... آسٹریلیا، ایشیا، یورپ اور افریقہ، جنوبی امریکہ میں نیا چاند
دکھائی دینا سب سے پہلے ۳۰ جون کی شام کو متوقع تھا۔"

مندرجہ بالا تمام حقائق اور ماہرانہ آراء سعودی عرب کے نظام رویتِ ہلال کے بارے میں عام ذہنوں میں بہت سے شکوک پیدا ہو جانے کا موجب ہیں اور متعدد مضامین اور کتابوں میں اس کا اظہار ہو چکا ہے۔ دوسری جانب ایک حلقہ اس سرزمین مقدس سے جذباتی وابستگی اور خوش فہمی کی بنا پر ان شکوک کو باطل اور علمی فلکیاتی توضیحات کو محض جھوٹ اور فریب تصور کرتا ہے۔ اس سلسلہ میں راقم کے ایک مضمون کی تردید میں مکہ مکرمہ کی جامعہ ام القریٰ کے استاذ مکرم جناب ڈاکٹر مولانا عبداللہ عباس ندوی کا ایک مضمون ماہنامہ الفرقان لکھنؤ کے شمارہ اگست ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا جو بعد میں ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور اور ماہنامہ "بینات" کراچی کی اشاعتوں میں بھی نقل ہوا۔ فاضل مضمون نگار کے مطابق راقم کے وہ مضامین، جن میں رویتِ ہلال کی فلکیاتی تشریحات شامل تھیں، ان کے مطالعہ میں نہ آسکے۔ ایک چھوٹا سا مضمون، جو انھیں مہیا کیا گیا، افسوس ہے کہ محض بے اعتمادی کے جذبہ کے تحت وہ اس کا مطالعہ بھی غور سے نہ کر سکے جس کے باعث وہ اس میں بیان کردہ بعض نتائج کا مطلب غلط سمجھ بیٹھے اور اس غلط فہمی میں انھیں جواباً علمی توضیحات کی بجائے سعودی اعلانات کا سہارا لینا پڑا۔ فاضل مضمون نگار نے سعودی اعلانات کی تائید میں اپنی کسی عزیز واقف کار یا کسی معروف شخصیت کی چاند دیکھنے کی کوئی شہادت پیش نہیں کی اور صرف مذکورہ اعلانات کے حوالوں سے پُرزور الفاظ میں دعویٰ کیا کہ وہاں رویتِ ہلال کا فیصلہ ہمیشہ شہادتوں کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ ان شکوک کے جواب میں کہ سعودی عرب میں قمری تاریخیں ہمیشہ پہلے شروع ہونے کا سبب یہ ہے کہ وہاں رویتِ ہلال بجائے قرانِ شمس و قمر یا کمپیوٹر (جس کے بتائے ہوئے اوقات دنیا کی تمام رصدگاہیں استعمال کرتی ہیں) کے تابع ہوتا ہے، وہ فرماتے ہیں:۔

"اس بات کا امکانِ عقلی تو ہو سکتا ہے کہ رویت کی شہادت دینے والے اور اس کا تزکیہ کرنے والے سب کے سب جھوٹ پر متفق ہو گئے ہوں اور اس وجہ سے وہاں کی تاریخیں غلط ہوتی ہوں، لیکن یہ بات خلافِ واقعہ ہے کہ وہاں عید اور رمضان اور ذی الحجہ کی رویت کا اثبات کمپیوٹر کے حساب پر اقترانِ شمس و قمر کے مفروضہ پر کیا جاتا ہے"

شکوک و بے یقینی کی اس فضا میں کیا یہ ممکن نہیں کہ اس کیفیت اور بدگمانیوں کو دور کرنے کے لئے کوئی قابلِ عمل منصوبہ تجویز کیا جائے اور اصل صورتِ حال دریافت کر لینے کے بعد اسے اہلِ اسلام کی تسلی کے لئے مشتہر کیا جائے؟۔

بعض حلقوں کی یہ رائے ہو سکتی ہے کہ جب اسلام نہیں رویتِ ہلال کی تصدیق ماہرین فلکیات سے حاصل کرنے پر مجبور نہیں کرتا تو ہم ایسا کیوں کریں؟ ان کا ارشاد اپنی جگہ بجا مگر جیسے شرع نے عبادات کی ادائیگی کے لئے طلوع و غروبِ آفتاب اور سائے و اندھیرے آجانے کی مختلف کیفیتوں کو فلکیاتی مشاہدات کے تابع کرنے اور سائنسی آلات کے استعمال سے منع نہیں کیا اور حقیقت میں ہم نمازوں وغیرہ کے اوقات کے لئے جدید تحقیقات اور سائنسی آلہ (گھڑی) پر آنکھیں بند کر کے اعتماد کرتے ہیں تو رویتِ ہلال کے بارے میں اس سے کلی احتراز سمجھ سے بالا ہے۔ یہ درست ہے کہ ماہرین فلکیات متعدد حالات میں خصوصاً "غیر یقینی میعاد" کے دوران چاند ہونے یا نہ ہونے کی پیشین گوئی نہیں کر سکتے لیکن وہ چاند دکھائی دیئے جانے کے کم از کم معیار پر اپنے مشاہدات بیان کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ ہم ان کی آرا قبول کرنے پر مجبور نہیں مگر ہم شرعی احکامات کے مطابق خود مشاہدات کی بنا پر ان کی تصدیق یا تردید کر سکتے ہیں۔ وہ رویت ہلال کے بارے میں کم از کم اس بات پر ضرور متفق ہیں کہ فلکیاتی نئے چاند کی پیدائش یعنی قرانِ شمس و قمر سے ایک خاص عرصہ تک چاند کا دکھائی دینا کسی صورت ممکن نہیں چہ جائیکہ یہ پیدائش سے پہلے نظر آ جائے۔ اگر ہم ان کے اصول پر یقین نہیں کرتے تو ہم پر ان کی ماہرانہ آرا کو پرکھنا اس صورت میں واجب ہو جائے گا جب وہ اس بات کا دعویٰ کریں کہ سعودی عرب تو کیا ساری دنیا میں چاند کی پیدائش سے پہلے اس کا نظر آ جانا ممکن نہیں ہوتا مگر وہاں

متعدد مرتبہ ایسی صورت میں بھی چاند ہونے کا اعلان کر دیا جاتا ہے جب علم فلکیات کی رُو سے ایسا ہونا محال ہے یہی وجہ ہے کہ ان علوم سے آگاہ افراد رویتِ ہلال کی شہادتوں کے ضمن میں سعودی انتظامیہ کے اعلانات پر یقین نہیں کرتے لہٰذا ان کی صداقت کو جانچنے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کرنا ہوگا۔

اس بات کو بھی چھوڑیئے ہم فلکیاتی توضیحات کے چکر میں نہیں پڑتے بلکہ اس سے بالکل لاتعلق ہو کر صرف ان شکوک کو دُور کرنے کے لئے سعودی عرب میں نئے چاند کا مشاہدہ کرنے کی تجویز پیش کرتے ہیں برصغیر کے ممتاز علمائے کرام پر مشتمل ایک جماعت وہاں جا کر چند مہینوں کے چاند اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی کوشش کرے اور یقین حاصل کرے کہ جس روز سعودی عرب میں چاند ہونے کا اعلان کیا جاتا ہے وہاں چاند واقعی نظر آجاتا ہے، اس ارضِ مقدس سے ساری دُنیا کے مسلمانوں کو جذباتی لگاؤ ہے۔ کیا سعودی حکومت کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اگر وہ خود کو حق پر سمجھتی ہے تو مذکورہ تجویز کے مطابق علمائے کرام کی ایک جماعت کو اپنی صداقت کا یقین دلانے کے لئے اپنے ہاں آنے کی دعوت دے، مگر شرط یہ ہے کہ انھیں صرف نظامِ رویتِ ہلال کے طریقہ کار کی تفصیلات اور شہادتوں کے عمل سے ہی آگاہ نہ کیا جائے بلکہ رمضان سے ذی الحجہ تک ہر ماہ انھیں چاند دکھا کر ان کی تسلی کی جائے۔ اگر وہاں اعلان کردہ تاریخوں پر چاند واقعی نظر آجاتا ہے تو ہم دُنیا کی عظیم رصدگاہوں کو یہ بتانے پر مجبور رہوں گے کہ ان کا علم مشاہدات کی بنا پر کس حد تک غلط ثابت ہوا ہے، اور اسی کے ساتھ ساتھ ہم یہ سوچنے پر بھی مجبور رہوں گے کہ اگر یہ رصدگاہیں رویتِ ہلال کے بارے میں ہمیں غلط معلومات فراہم پہنچا سکتی ہیں تو نمازوں کے اوقات کے معاملے میں بھی ان کی معلومات غلط ہو سکتی ہیں، لہٰذا ہم ان واقعات کی دوبارہ تحقیق پر بھی مجبور رہوں گے۔

آخر میں یہ وضاحت ضروری معلوم ہوتی ہے کہ ماہرینِ فلکیات کے مطابق حقیقی طور پر چاند دیکھ کر رویتِ ہلال کا اعلان کیا جائے تو دُنیائے اسلام میں اکثر و بیشتر ایک ہی روز رمضان المبارک شروع ہوگا اور عیدین بھی ایک ہی روز منعقد ہوں گی۔ اختلاف کبھی کبھار ہی ہوگا۔